جلد ۲۱	مطابق ۱۸ فروری سنہ ۱۹۳۴ء	یوم یکشنبہ	۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۹۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۴ فروری چار بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر مالیر کوٹلہ سے واپس تشریف لائے۔ مقامی جماعت نے بٹالہ کی سڑک پر حضور کا استقبال کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت ۱۵ فروری ۲ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری اطلاع کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ ۱۵ فروری لاہور تشریف لے گئے۔

شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل ۱۴ فروری طالب پور بھنگواں بھیجے گئے۔ جہاں غیر احمدیوں سے مناظرہ کا احتمال ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمازِ تہجّد کی تاکید

فرمایا: "جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرّع اور زاری کرتا ہے۔ اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ تہجّد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں۔ وہ دو ہی رکعت پڑھ لے۔ کیونکہ اس کو دُعا کرنے کا موقعہ بہرحال مل جائے گا۔ اس وقت کی دُعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو۔ اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دُعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیتِ دُعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔

لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے۔ کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔ کیونکہ نیند تو غم کو دُور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا۔ کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے۔ جو بیدار کر رہا ہے۔"

(الحکم ۳۱، مارچ سنہ ۱۹۰۲ء)

قرض کی تحریک میں شریک ہونے والوں کے لئے ضروری اعلان

ایک گذشتہ پرچہ میں ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک شائع کی گئی ہے۔ اس کی طرف احباب کو جلد سے جلد توجہ کرنی چاہیئے اور اس بات کا انتظار نہ کیا جائے۔ کہ مارچ کے شروع میں رقوم ارسال کی جائیں گی۔ کیونکہ ضرورت فوری ہے ؛

اگرچہ اس قرضہ کی واپسی کے متعلق گزشتہ مضمون میں تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ اور یقین دلایا جا چکا ہے۔ کہ مقررہ میعاد کے اندر اندر انشاء اللہ سب رقوم بے باق کر دی جائیں گی۔ اس بارے میں مزید گزارش یہ ہے۔ کہ بذریعہ قرعہ اندازی ماہوار واپسی کی رقم ایک ہزار ہوگی۔ اور پانچسو روپیہ ہر ماہ اس غرض سے علیحدہ رکھا جاتا رہے گا کہ اگر کسی بھائی کو فوری طور پر روپیہ واپس لینے کی ضرورت پیش آ جائے۔ تو اسے قرعہ اندازی میں نام نکلنے۔ یا میعاد ختم ہونے تک انتظار میں نہ رکھا جائے۔ بلکہ فوراً رقم ادا کر دی جائے۔ یہ صورت نہایت ہی موزوں اور مناسب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے گھر میں روپیہ رکھنے کی بجائے سلسلہ کے بیت المال میں رکھ کر ثواب حاصل کیا جائے۔ اور جب ضرورت ہو۔ واپس لے لیا جائے۔

پس جو اصحاب کم از کم سو روپیہ تک اس مد میں دے سکتے ہوں انہیں فوراً اپنی رقوم جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ قادیان کے نام ارسال کر دینی چاہئیں ؛

اطلاع ضروری برائے توجہ مالی سکرٹری صاحبان

(۱) سکرٹری صاحبان مال جملہ جماعت ہائے احمدیہ نوٹ فرمالیں کہ جو تخفیف وغیرہ بجٹ میں پہلے ہو چکی ہے۔ وہ محض سال رواں کے چندوں میں ہے۔ آئندہ سال ۱۹۳۵-۳۴ء میں توقع کی جاتی ہے۔ کہ سب دوست با شرح چندہ ادا کریں گے۔ اگر آئندہ سال کے لئے بھی خدانخواستہ بعض دوستوں کو مجبوریاں پیش ہوں۔ تو ان کی درخواستیں بجٹ کے ہمراہ بھیج دی جائیں۔ مگر بھیجنے سے پہلے مقامی جماعت غور کر کے اپنی سفارش درج فرمائے۔ ورنہ ایسی درخواستوں پر بعد میں مرکز میں غور ہونا مشکل ہوگا۔ اور کارکنانِ مقامی بجٹ پورا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ پھر صرف اسی قدر ترمیم مناسب ہو گی۔ جو بعض افراد کے جماعت میں داخل ہونے یا کسی وجہ سے جماعت سے چلے جانے کے باعث ضروری ہو ؛

(۲) بجٹ کی میزان میں آنے نہیں آنے چاہئیں۔ اگر کل رقم میں آٹھ آنے سے کم رقم ہو۔ تو وہ میزان سے گرا دیجائے۔ اور اگر اس سے زائد ہو۔ تو اس کو پورا روپیہ قرار دے دیا جائے ؛

(۳) بجٹ کے ہمراہ یہ بھی رپورٹ آنی چاہیئے۔ کہ گزشتہ سال کا بجٹ کیا تھا۔ اور اگر کل جماعت کے بجٹ میں بمقابلہ سال گذشتہ کچھ کمی بیشی ہو۔ تو اس کی وجہ درج ہونی چاہیئے۔ مثلاً بیشی کی وجوہات اس قسم کی ہو سکتی ہیں۔ فلاں فلاں دوست بذریعہ بیعت یا تبدیلی جماعت میں شامل ہوئے ہیں فلاں دوستوں کی تنخواہ یا آمد میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح کمی کی وجوہات اس کے خلاف ہو سکتی ہیں ؛ ناظر بیت المال - قادیان

عروجِ احمدیت

مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کی وہ تقریر جو انہوں نے جلسہ سالانہ پر کی تھی۔ اور جسے احباب نے بے حد پسند کیا تھا۔ باقساط "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اسے منشی فخر الدین صاحب ملتانی مہتمم کتاب گھر قادیان نے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا ہے اور اڑھائی روپیہ سینکڑہ قیمت رکھی ہے۔ یہ ٹریکٹ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے لئے بھی بہت مفید ہو سکتا ہے۔ احباب منگا کر بکثرت تقسیم کریں۔

بقایا داران سٹار ہوزری توجہ فرمائیں

جن احباب کی طرف سے مورخہ ۲۸ - فروری تک درخواست خرید حصص معہ مبلغ دو روپے فی حصہ دفتر میں موصول ہوئی تھیں۔ ان سب کے نام انفرادی طور پر مکتوب تخصیص حصص جاری ہو چکے ہیں۔ جن میں قسط دوم یعنی مبلغ تین روپیہ فی حصہ کی ادائیگی کے لئے تاریخ دی ہوئی ہے ان کے علاوہ بذریعہ اخبار بھی اعلان کیا گیا تھا۔ کہ حصہ داران اپنی دوسری قسط کا روپیہ دفتر میں ۹ - فروری تک ارسال فرمائیں۔ مگر تا حال احباب کی طرف سے یہ قسط وصول نہیں ہوئی۔ چونکہ مشینری آنے والی ہے۔ اور کارخانہ جاری ہونے والا ہے۔ اس لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ لہذا تمام حصہ داران جن کے ذمہ قسط دوم بقایا ہے۔ وہ جلد از جلد روپیہ کمپنی کے نام ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خاکسار مینیجر۔

ضروری اعلان

زلزلہ کے متعلق حضرت میرزا بشیر احمد صاحب نے مضمون ختم فرما لیا ہے۔ اور پریس میں چھپنے کے لئے دے دیا گیا ہے۔ جس قدر تعداد میں جماعتیں منگوانا چاہیں بہت جلد اطلاع دیں۔ تاکہ اس کے مطابق چھپوایا جائے۔ اس کی قیمت دو روپے چار آنے سینکڑہ ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شان

ہمارا خلیفہ ہے محمود پیارا
جو ہے احمدیوں کی آنکھوں کا تارا

وہ ہمدردِ عالم ہے۔ غم خوارِ عالم
جماعت کا راعی ہے قائد ہمارا

مقابل ہو اس کا یہ طاقت ہے کس میں
غرور اس نے توڑا ہے دشمن کا سارا

کہاں اس کی تفصیلِ اوصاف ممکن
یہ کہدوں کہ ہے حق تعالےٰ کا پیارا

سراپا تقدس ہے۔ نورِ مجسم
مسیحا کا فرزند۔ حق کا دلارا

اسیروں کی وہ رستگاری کا موجب
اور ان کے مقدر کا روشن ستارا

وہ فضلِ عمر۔ وہ اولوالعزم بے شک
نظیرِ مسیحا ہے۔ مہدی کا پیارا

عدو میں رہی اس کا چیلنج سنکر
نہ اٹھنے کی طاقت نہ چلنے کا یارا

وہ ابنِ مہدی ہے۔ وہ شیرِ خدا ہے
کہ اس کے مقابل جو آیا وہ ہارا

کہاں ہیں کہاں طالبانِ حقیقت
سنیں آ کے قرآن اس سے خدارا

وہ اس کے حقائق۔ وہ اس کے معارف
کہ سنکر جنہیں دنگ عالم ہو سارا

یہ کشتیِ اسلام تھی ڈوبنے کو
اسی نے دکھایا ہے اس کو کنارا

ذلیل اس کے دشمن ہوئے کیسے کیسے
یہ پبلک میں ہم سے نہ پوچھو خدارا

جماعت ہے اس کی وفادار ایسی
جھکے جس طرف بھی ہو اس کا اشارا

ہماری ترقی سے دل دشمنوں کے
ہوئے جاتے ہیں دم بہ دم پارا پارا

خدا کا یہ وعدہ ہے ہم کو ملیں گے
عصا روس کا۔ اور قوس بخارا

رہے گا جو اے شمس حق کا مخالف
اٹھائے گا دونوں جہاں میں خسارا

خاکسار جلال الدین شمس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مسلمانانِ کشمیر پر ازسرِ نو تشدّد

مسلمانوں کے متعلق ریاست اور حکومت کا فرض

مسلمانانِ کشمیر کو خانہ جنگی سے باز رکھنے کی کوشش

مسلمانانِ کشمیر سے ہم نے بارہا کہا۔ اور نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ انداز سے کہا۔ کہ انہوں نے اپنے غصب شدہ حقوق حاصل کرنے کے لئے جو شاندار قربانیاں کی ہیں۔ ایسی شاندار کہ ان کے سامنے ریاست کو بادل ناخواستہ جھکنا اور مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے پر آمادہ ہونا پڑا۔ انہیں باہمی آویزش اور جنگ وجدال سے ضائع نہ کریں۔ کیونکہ ایسی حالت میں حکومت نہ صرف ان کے کسی مطالبہ کو کوئی وقعت دینے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ آپس میں اُلجھا کر کمزور بنانے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور پھر کوئی چیز اسے اپنے صاف وصریح وعدوں کے ایفا کے لئے آمادہ نہ کر سکے گی۔ لیکن افسوس اور رنج کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کا وُہ طبقہ جس کی عنان یوسف شاہ ایسے قومی غداروں کے ہاتھ میں تھی۔ اور جو حقوق طلب مسلمانوں کے مقابلہ میں ریاست کے پنجۂ استبداد کو مضبوط بنانے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اس پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ اور وُہ روز بروز مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور مختلف رنگوں میں باہمی آویزش کو بڑھانے میں مصروف رہا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے فریق نے ان ہستیوں کی امداد اور مشورہ سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا جن کی وجہ سے انہیں اپنے مطالبات ترتیب دینے۔ اور ان کی معقولیت کا حکومت سے اعتراف کرانے میں کامیابی حاصل ہُوئی تھی *

باہمی آویزش کا نتیجہ

اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ایک طرف تو ریاستی حکومت کو حقوق حاصل کرنے کے لئے آئینی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کو کچلنے اور ان کے رستہ میں حائل ہونے والوں کو مضبوط بنانے کا موقعہ مل گیا۔ اور دوسری طرف خود تسلیم کردہ حقوق ومطالبات کو پورا کرنے کی بجائے انہیں صریحاً نظر انداز کر دیا گیا۔ حتّٰے کہ گلینسی کمیشن کی ان سفارشات کو جو مسلمانوں کے مطالبات کی نسبت بہُت کم تھیں۔ اور جنہیں پورا کرنے کا حکومت نے وعدہ کر لیا تھا۔ ان کو بھی بالائے طاق رکھ دیا گیا۔

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں سے بے انصافی

گلینسی کمیشن نے سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی بے حد کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سفارش کی تھی۔ کہ آئندہ اس بارے میں مسلمانوں کے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ اور مہاراجہ بہادر کی حکومت نے اس سفارش کو منظور کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کا اعلان کر دیا تھا لیکن ہوا کیا۔ یہ کہ اس اعلان کے بعد محکمہ جات کے اعلےٰ افسروں میں تدریجاً نصف درجن سے زائد جو اسامیاں خالی ہُوئیں۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی باوجود قابل مسلمانوں کی موجودگی کے کسی مسلمان کو مقرر نہ کیا گیا۔ اسی طرح گزیٹڈ اسامیوں پر اس عرصہ میں جہاں صرف پندرہ مسلمانوں کو براہ راست اور بذریعہ ترقی مقرر کیا گیا۔ وہاں ان کے مقابلہ میں پچیس غیر مُسلموں کو لیا گیا گویا جدید اسامیوں میں سے مسلمانوں کو صرف ایک تہائی حصہ ملا نان گزیٹڈ جدید اسامیوں میں مسلمان ۱۵۳- لئے گئے لیکن ان کے مقابلہ میں ۱۸۸ غیر مسلم مقرر کئے گئے۔ ادنےٰ درجہ کی اسامیاں جنہیں پُر کرنے کے لئے کسی بڑے تعلیمی معیار کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ ان میں ۱۴۱ مسلمانوں کے مقابلہ میں ۲۶۳ غیر مسلم لئے گئے *

ان شمار واعداد سے ظاہر ہے۔ کہ سرکاری ملازمتوں میں غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو قلت ہے۔ اور جسے بتدریج دُور کرنے کا ریاست کھلے الفاظ میں وعدہ کر چکی ہے۔ اسے کم کرنے کی بجائے اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ان کی چیخ وپکار۔ ان کا قید وبند کے مصائب جھیلنا۔ ان کا اپنے جسموں پر تڑا تڑ کوڑے کھانا۔ پولیس کی لاٹھیاں اور فوج کی سنگینیں برداشت کرنا۔ ان کا بے پناہ گولیوں کا نشانہ بننا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

کشمیر فرنچائز کمیٹی کا فیصلہ

اس سے بھی بڑھ کر ریاستی حکومت نے مسلمانوں کو جو سبق دیا۔ وُہ یہ ہے۔ کہ کشمیر فرنچائز کمیٹی نے یومِ تقرر سے ایک سال اور سات ماہ کے بعد جو رپورٹ شائع کی۔ اس میں دستور کے تمام جدید قواعد واصول کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں کے حق کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا۔ کمیٹی نے کشمیر اسمبلی کے ارکان کے متعلق جو قواعد تجویز کئے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسمبلی کی ہیئت ترکیبی حسب ذیل قرار دی گئی ہے:-

منتخب ممبر	۳۴
نامزدہ	۱۳
سٹیٹ کونسلرز	۱۶
سرکاری ممبر جن میں چھ وزیر بھی ہونگے	۱۲۰

گویا ۷۵- ارکان میں سے اکتالیس نامزدہ ہونگے۔ اور صرف ۳۴- منتخب۔ حالانکہ مسٹر گلینسی نے غیر مشتبہ طور پر اپنی رپورٹ میں اس امر کی سفارش کی تھی۔ کہ منتخب ممبروں کو اسمبلی میں اکثریت حاصل ہونی چاہیئے۔ پھر ارکان اسمبلی کا جو فرقہ وارانہ تناسب قرار دیا گیا ہے۔ وُہ مُسلمانوں کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ کیونکہ اس کی رُو سے مسلمان نامزد وسرکاری ارکان سمیت زیادہ سے زیادہ پنتالیس فیصدی نشستیں حاصل کر سکیں گے۔ اور ان کے مقابلہ میں غیر مسلم پچپن فیصدی نشستوں پر قابض ہونگے۔ گویا مسلمانوں کی اسّی فیصدی آبادی کو پنتالیس فیصدی۔ اور ۲۰- فیصدی غیر مسلموں کی آبادی کو پچپن فیصدی نشستیں دی گئی ہیں۔ اور یہ وُہ تقسیم ہے جس کی مثال دُنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ ملنا قطعاً محال ہے۔ اس انوکھی تقسیم کے مطابق مسلمانوں کی اسّی فیصدی اکثریت کو ۴۵- فیصدی کی اقلیت میں بدل دیا گیا ہے۔ اور جو اقلیتیں بحیثیت مجموعی ۲۰- فیصدی سے زائد نہیں ہیں۔ انہیں ۵۵- فیصدی نشستوں کا حقدار قرار دے دیا گیا ہے *

چند اور بے انصافیاں

اس کے علاوہ فرنچائز رپورٹ میں مسلمانوں کی اکثریت کو ہمیشہ کے لئے اقلیت میں رکھنے اور بے اثر بنانے کے لئے کئی ایک شدید بے انصافیاں روا رکھی گئی ہیں مثلاً

۱- یہ کہ کوئی ایسا انتظام نہیں کیا گیا۔ جس کے ماتحت آئندہ دستور میں خود بخود نشو وارتقاء ہو سکے۔ یا فرنچائز میں توسیع ہو جائے۔

۲- مستقل طور پر اسمبلی کا صدر جوڈیشل منسٹر قرار دیا گیا ہے اور اسمبلی بہ لحاظ عہدہ اس کی تحویل میں رکھ دی گئی ہے *

۳- انتخاب کنندگان کی بڑی تعداد خطاب یافتہ اصحاب سرکاری ملازمین پنشن یافتہ اشخاص- جاگیرداروں- علاقہ داروں وغیرہ پرمشتمل قرار دی گئی ہے- اور ظاہر ہے- کہ یہ لوگ عوام کی نسبت حکومت کو خوش رکھنے کے زیادہ خواہش مند ہوتے ہیں

۴- کشمیر کے ملاحوں کو مستقل نمائندگی نہیں دی گئی- حالانکہ وُہ ایک مستقل اور ریاست کی آمدنی میں بہت اضافہ کرنے والی جماعت ہے*

۵- ہندو گدیوں کو حق رائے دیا گیا ہے- لیکن مسلم کبر والوں کو حق رائے سے محروم کر دیا گیا ہے*

غرض مختلف طریقوں سے مسٹر گلینسی کی نہایت معتدل سفارشات کو بھی کمزور یا بالکل بے اثر بنا دیا گیا ہے*

ریاست کا جبر و تشدد

ان حالات کے رونما ہونے پر حقوق طلب مسلمانان کشمیر کی آنکھیں جو کچھ عرصہ سے بند تھیں- پھر کھل گئیں- اور انہیں معلوم ہو گیا کہ جسے وُہ اپنے لئے آب حیات سمجھ کر مطمئن ہو چکے تھے- اور نہ صرف مطمئن ہو چکے تھے- بلکہ جن ذرائع نے ان کے لئے کسی حد تک اطمینان کی صورت پیدا کی تھی- ان کی تحقیر پر کمربستہ ہو گئے تھے- اس کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں- اس پر ان میں پھر حقوق طلبی کا ولولہ پیدا ہؤا- اور انہوں نے از سر نو جد وجہد شروع کرنے کا ارادہ کیا- لیکن ابھی وُہ اس قسم کا ارادہ ہی کر رہے تھے- کہ ریاستی حکومت نے ان کا ناطقہ بند کرنے اور انہیں بے حس و حرکت بنانے کے لئے اپنے تمام ساز و سامان سے کام لینا شروع کر دیا- اور وہی متشددانہ طریق عمل اختیار کر لیا- جس کا پہلے اسے نہایت تلخ تجربہ ہو چکا تھا- اگر مسلمانانِ کشمیر نے باہمی جنگ وجدال میں مصروف ہو کر اپنا قائم شدہ وقار نہ کھو دیا ہوتا- اور اپنی بدقسمتی سے ان حقیقی ہمدردوں کی امداد سے محروم نہ ہو چکے ہوتے- جنہوں نے ایک طرف تو ان کی مظلومیت کو ہندوستان کے گوشے گوشے تک پہونچایا- اور حکومتِ ہند کو بھی اس سے متاثر کر دیا تھا- اور دوسری طرف بیرونی ممالک خصوصاً انگلستان تک میں ان کے متعلق ہمدردی پیدا کر دی تھی- تو نہ تو ان کے تسلیم کردہ حقوق سے اس طرح اغماض برتا جاتا- اور نہ از سرِ نو ان پر تشدد کیا جاتا- لیکن ریاست نے یہ خیال کر کے کہ مسلمان باہمی مناقشات میں مبتلا ہو کر حقوق حاصل کرنے کا کامیاب طریق بتانے والوں کی امداد سے محروم ہو کر بے دست و پا ہو چکے ہیں- انہیں نشانۂ جبر و تشدد بنانا شروع کر دیا- حتیٰ کہ سنہ ۱۹۳۰ء کا خونیں دَور پھر لوٹ آیا*

جلا وطنی

چند روز سے کشمیر کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں- ان سے ظاہر ہے- کہ بے بس و بے کس اور نہتے مسلمانوں پر گذشتہ دَور سے بھی زیادہ تشدد کیا جا رہا ہے- کئی ایک مسلمان لیڈروں کو اچانک نہایت بے سروسامانی کی حالت میں پکڑ کر ریاست کی حدود سے باہر نکال دیا گیا ہے- اور اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کیا گیا کہ ان جلاوطنوں کی فرو ریاتِ زندگی کس طرح پوری ہونگی- اور ان کے بال بچے موجودہ مالی مشکلات کے زمانہ میں کیونکر زندہ رہ سکیں گے- گویا اب کے حکومت کشمیر نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا- کہ جن لوگوں کو وُہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے جد وجہد کرنے سے بجبر باز رکھنا چاہتی ہے- ان کے لئے جیل خانہ کی نہایت ادنےٰ خوراک تک کا بوجھ برداشت کر سکے*

برف آب کی بارش

پھر بھوکے اور ننگے مسلمانوں پر عجیب وغریب الزام لگا کر انہیں سخت سے سخت سزا کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے- چنانچہ سخت سردی کے موسم میں ایسے ہجوم پر جس میں بوڑھے- عورتیں- اور بچے بھی شامل تھے- برف آب کی بارش کی گئی- کشمیر کی سردی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور کشمیر کے ان مفلوک الحال مسلمانوں کی حالت کا خیال کرتے ہوئے جن کے پاس سترپوشی کے لئے سالہا سال کے بوسیدہ چیتھڑوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا- اس مصیبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے- جو برف آب سے شرابور ہونے کی صورت میں انہیں پہونچ سکتی ہے- لیکن حکومت کشمیر کے نزدیک یہ کم سے کم سزا ہے- جو انہیں دی گئی۔

لاٹھیوں سے حملہ- اور تازیانہ کی سزا

اس سے بڑھ کر پولیس اور فوج نے ان کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھیوں سے کام لیا- اور جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا- ان میں سے بعض کو ٹکٹکیوں سے باندھ کر تازیانے لگائے گئے- حتیٰ کہ کئی مقامات پر اس وقت تک گولی بھی چلائی جا چکی ہے-

یہ ہے مختصر الفاظ میں اس تشدد کی نوعیت جو کشمیر کے مصیبت زدہ مسلمانوں پر کیا جا رہا ہے- اور اس لئے کیا جا رہا ہے کہ وُہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے آواز نہ اٹھائیں- اور حکومت کی بے انصافیوں کے خلاف زبان نہ ہلائیں*

ریاست کو کیا کرنا چاہیئے

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں- کہ حکومتِ کشمیر کو مسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت کی طرف اب متوجہ کرنا پہلے سے بہت زیادہ مشکل ہے- تاہم کشمیر کے مسلمان بھائیوں کی ہمدردی سے مجبور ہو کر اور ریاست کی خیرخواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں- کہ جس قدر جلد ممکن ہو وُہ تشدد سے ہاتھ کھینچ لے- اور مسلمانوں کو صحیح معنوں میں ان کے حقوق دے دے- تشدد سے وُہ نہتے اور بے کس مسلمانوں کی زبانیں بند کر سکتی ہے- لیکن ان کے دلوں میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے متعلق جو ولولہ پیدا ہو چکا ہے- اسے مٹا نہیں سکتی- بلکہ اس میں اور زیادہ اضافہ کر رہی ہے- اور جب تک مسلمانوں کے دل مطمئن نہ ہوں گے- اس وقت تک وُہ بھی چین کا سانس نہیں لے سکے گی*

مسلمانان کشمیر کا صبر وتحمل

مسلمانانِ کشمیر نے کافی عرصہ تک بالکل خاموش رہ کر نہایت صبر و سکون کے ساتھ اس بات کا انتظار کیا- کہ حکومت نے ان کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں انہیں پورا کرے- لیکن جب انہیں اس بارے میں کلیتہً مایوسی ہو گئی- تو وُہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے آواز بلند کرنے کے لئے مجبور ہو گئے- اس آواز کو تشدد کے ذریعہ بند کرنا- اور طرح طرح کی سختیوں سے ان کو خاموش کرنے کی تدابیر عمل میں لانا کسی لحاظ سے بھی جائز تسلیم نہیں کیا جا سکتا- مسلمانانِ کشمیر اگر ایسے ہی از خود رفتہ ہوتے- جیسا کہ از سر نو تشدد کے دوران میں انہیں ظاہر کیا جا رہا ہے- اور بتایا جا رہا ہے- کہ وُہ مسلح پولیس اور فوج کے مقابلہ میں اپنا نہایت خطرناک ہتھیار "کانگڑی" استعمال کرنے پر اُتر آئے- افسروں اور پولیس کے کانسٹبلوں پر پتھروں اور کانگڑیوں کی بارش کر کے ان پر غلبہ پا سکتے ہیں- جیسا کہ ریاست کے ایک سرکاری اعلان میں بیان کیا گیا ہے- ایک تحصیل کی عمارت کو آگ لگانے کی کوشش کر چکے ہیں- حتےٰ کہ سرکاری خزانہ پر حملہ بھی کر گزرے ہیں- تو وُہ ایک لمبا عرصہ ریاست کے وعدوں پر نہایت خاموشی کے ساتھ نہ بیٹھے رہتے- اور نہایت صبر و سکون کے ساتھ ان وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرتے- اتنا عرصہ ان کا زبان تک نہ ہلانا ان کے پُرامن اور پابندِ قانون ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے- اور اب جبکہ حق و انصاف کا مطالبہ کرنے کے لئے انہیں پھر کھڑا ہونا پڑا ہے- ان پر قانون شکنی اور بدامنی کا الزام لگانا کسی بھی حق پسند انسان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا- اور نہ ریاست کو ہر طرح تشدد کرنے میں حق بجانب قرار دے سکتا ہے- پس ریاست کو چاہیئے کہ اس طریق عمل کو ترک کر کے صحیح راستہ اختیار کرے- اور وُہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دے کر مطمئن کرے*

حکومت ہند کا فرض

اس بارے میں ہم گورنمنٹ ہند کو بھی اس کا فرض یاد دلانا چاہتے ہیں- حکومت ہند نے ریاست کے مقرر کردہ وزیر اعظم کی بجائے ایک انگریز کو مقرر کر کے ریاستی تشدد کو دُور کرنے- اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کے متعلق اپنے اوپر پہلے سے زیادہ ذمہ داری لی تھی- اور اس ذمہ داری کا تقاضا یہ تھا- کہ مسلمانوں پر ریاست میں اس قسم کا جبر و تشدد روا نہ رکھا جاتا- جیسا کہ پہلے رکھا گیا تھا- اور ان کے حقوق انہیں دلا دیئے جاتے لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے- کہ ایسا نہیں ہؤا- وجوہات خواہ کچھ ہوں- لیکن اپنے حقوق سے ابھی تک مسلمانوں کے محروم رہنے اور تشدد کا نشانہ بننے پر تشدد کرنے والوں کے حامی اس کا ذمہ دار حکومت ہند اور انگریز وزیر اعظم کو قرار دے رہے ہیں- چنانچہ اخبار پرتاپ (۷ فروری) لکھتا ہے:-

"ریاست عملی طور پر انگریزوں کے حوالہ ہو چکی ہے- اور مہاراجہ انگریزی سرکار کے ہاتھ میں محض ایک کٹھ پتلی ہیں- ریاست میں اس وقت کالون کا راج ہے- ہری سنگھ کا نہیں- مہاراجہ ہری سنگھ عرصہ دو ماہ سے اپنی ریاست سے غیر حاضر ہیں- اور ابھی اور دو ماہ غیر حاضر رہینگے- ان کی غیر حاضری میں ریاست میں شورش شروع ہو گئی ہے- لیکن انہوں نے واپس آنے کی ضرورت محسوس نہیں کی...

زلزلہ زدہ علاقہ کے ہیبت ناک چشم دید حالات

صوبہ بہار کے احمدیوں کی جانیں معجزانہ رنگ میں محفوظ رہیں

۱۵ جنوری کے زلزلہ کی وجہ سے صوبہ بہار میں جو تباہی آئی وہ نہایت ہی غیر معمولی نوعیت کی ہے۔ جان و مال کا اس قدر نقصان ہوا ہے۔ کہ جس کا صحیح اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ ہزارہا انسان آن کی آن میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور جو کسی نہ کسی صورت میں زندہ بچے۔ ان کی حالت مرنے والوں سے بدتر ہو گئی۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اخبارات میں مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے زلزلہ کے بعد بہار کی حالت دیکھی ہے۔ اور زلزلہ زدہ علاقہ کا دورہ کیا ہے۔ ان کا متفقہ بیان ہے۔ کہ اخبارات میں جو کچھ شائع ہوا ہے۔ وہ اصل حالات کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ یا تو اخبارات کے لئے حالات لکھنے والوں نے دیدہ دانستہ اصل حالات کو پوشیدہ رکھا۔ یا یہ کہ تباہی و بربادی اتنی ہیبت ناک ہے۔ کہ اس کا نقشہ کھینچنے کے لئے الفاظ ہی نہیں مل سکتے۔ اور یا پھر یہ کہ اس خوفناک تباہی نے ہر دیکھنے والے کو اس قدر حیران و مبہوت کر دیا۔ کہ وہ اصل حقیقت بیان کرنے کے قابل نہ رہا۔ ہمارے خیال میں آخری وجہ سب سے زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے۔ اور زلزلہ زدہ علاقہ کو دیکھنے والے بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" کے ایڈیٹر مہاشہ خوشحال چند صاحب لکھتے ہیں :۔

"میں نے بھونچال زدہ علاقہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور بھونچال سے تباہ شدہ لوگوں کی دردناک کہانیاں سنی ہیں۔ کیا بتلاؤں میرے دل پر اب تک بھونچال کے نظاروں کی اتنی ہیبت ہے۔ کہ ابھی تک میرے دل کے اندر ایک لاوا سا بھرا معلوم ہوتا ہے۔ اور موزوں الفاظ کے نہ ملنے کی وجہ سے وہ ابھی تک باہر نہیں نکل سکا۔ بیس تیس ہزار مربع میل میں اس بھونچال نے تباہی مچائی ہے۔ ایک درجن سے زیادہ شہر کلیۃً برباد کر دیئے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ لوگ اس بھونچال سے پیڑت ہوئے ہیں۔ ہزارہا دیہات کے کنوئیں اندھے ہو گئے ہیں۔ ہزاروں میل کھیت ریت سے اٹ گئے ہیں۔ میل ہا میل زمین پھٹ گئی ہے۔ زمین کی دراڑوں میں خصوصاً موتی ہاری کے علاقہ میں بہتیرے لوگ سما گئے ہیں۔ لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ بے سروسامانی کی حالت میں نہیں جانتے کہ کیا کریں۔ کہاں جائیں۔ کیا کام کریں۔ اور کیا کھائیں۔ کوئی ایک آفت ہو۔ تو اس کا ذکر کیا جا سکے۔ یہاں تو دنیا بھر کی آفات جمع ہو گئی ہیں" ؀

اتنی غیر معمولی تباہی و بربادی میں خدا تعالےٰ نے احمدیوں کو محض اپنے فضل و کرم سے جس طرح محفوظ رکھا۔ اور بعض کو قبل از وقت خوابوں کے ذریعہ آنیوالی ہولناک مصیبت سے مطلع کر دیا۔ وہ اپنے بندوں کے متعلق اس کی ذرہ نوازی کی ایک نہایت بین مثال ہے۔ اور اس کے لئے تمام جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کا جس قدر بھی شکر کرے کم ہے ؀

ذیل میں زلزلہ زدہ علاقہ کے متعلق چشم دید اور معتبر ذرائع سے معلوم شدہ حالات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ایک طرف تو تباہی و بربادی پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔ اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کے اس غیر معمولی فضل کا ثبوت ملتا ہے۔ جو ان خوفناک اوقات میں اس نے احمدیوں پر کیا

ایڈیٹر

مولانا عبد الماجد صاحب کا خط

مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری امیر صوبہ بہار اپنے خط مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں :۔

بھاگلپور میں زلزلہ مونگھیر کے اعتبار سے گویا ہوا ہی نہیں۔ سارے شہر میں پانچ چھ جانیں تلف ہوئیں۔ البتہ مکانات اکثر خراب ہو گئے ہیں۔ ہمارے مکانات بفضل تعالےٰ محفوظ ہیں۔ صرف کہیں کہیں سے شق ہوئے ہیں۔ اور قابل مرمت ہیں۔ میرے گاؤں کا مکان خدا کے فضل سے اچھا ہے۔ تمام گھر کے لوگ مع صاحبزادہ میاں حنیف احمد صاحب دیہہ چلے گئے ہیں۔ زلزلہ کا دھکا چونکہ روزانہ خفیف خفیف محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے گاؤں میں چھپر ڈال لیا گیا ہے۔ جس میں سب لوگ رہتے ہیں۔ میرا مکان بھاگلپور کا چاروں طرف سے سقف ہے۔ اور درمیان میں صحن دس گیارہ ہاتھ مربع ہے۔ زلزلہ کے وقت چاروں جانب کے مکان میں سخت جنبش ہوئی۔ اور بظاہر کوئی امید کسی کے بچنے کی نہ تھی۔ اس وقت ہم سب لوگ مع حنیف احمد سلمہ سربسجود ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے۔ خدا تعالےٰ نے فضل کیا۔ اور سب کی جانیں بچ گئیں۔ فالحمد للہ علی ذالک شہر کے کسی اور احمدی کو بھی خدا کے فضل سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

مونگھیر کے احمدی بھی عجیب و غریب طرح بچے۔ سید وزارت حسین صاحب راجہ صاحب کے ملازم ہیں۔ راجہ صاحب کے پاس ان کے مکان میں بیٹھے تھے۔ کہ زلزلہ محسوس ہوا۔ دونوں باہر کو بھاگے۔ اور خدا کے فضل سے بچ گئے۔ راجہ صاحب کا محل اور وزارت حسین صاحب کا کمرہ جس میں وہ رہتے تھے۔ بالکل خاک کا تودہ ہو گیا۔ اور تمام مال و اسباب اس میں دب گیا۔ مولوی عبد الباقی صاحب مولوی علی احمد صاحب کے بھتیجے مونگھیر میں ملازم ہیں۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا۔ نماز ظہر پڑھ کر قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ کہ زلزلہ محسوس ہوا۔ نیچے سے کسی نے پکارا۔ کہ بھاگو وہ اسی حالت میں زینہ سے اترے۔ اور نیچے پہنچے ہی تھے۔ کہ سارا مکان بیٹھ گیا۔ ان کا بھی کوئی مال و اسباب نہیں نکل سکا۔ حکیم خلیل احمد صاحب کے بال بچے رام پور میں تھے۔ اور حکیم صاحب گھر میں اکیلے تھے۔ مکان سے باہر نکل آئے۔ اور مکان چور چور ہو گیا۔ دو بھائی سید عبد الغفار صاحب و سید محمد حنیف صاحب کی دو کانیں بازار میں تھیں۔ وہ اپنے مکان سے تو نکل گئے۔ مگر دوسرے مکان کی دیوار کے نیچے دونوں بھائی دب گئے۔ سید محمد حنیف صاحب تو شہید ہو گئے۔ اور سید عبد الغفار صاحب کئی گھنٹے کے بعد زندہ نکالے گئے۔ جس مکان کی دیوار ان پر گری۔ وہ کسی روئی کے تاجر کا تھا۔ روئی یا سوت کا ایک گٹھا ان کے اوپر پہلے گرا۔ پھر دیوار آ پڑی۔ انہیں سانس لینے کا موقعہ اسی گٹھا کی بدولت مل گیا۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعا

رب کل شیٔ خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی پڑھتا رہا ؀

سید وزارت حسین صاحب کے دو بھتیجے۔ اور داماد اور ایک لڑکا مظفر پور میں تھے۔ وہ لوگ بھی محض قدرت الٰہی سے بچ گئے عورتیں عید کے لئے کچھ دن پہلے اور ین اپنے گاؤں میں چلی گئی تھیں اور لوگ مکان سے نکل بھاگے اور بچ گئے لڑکا دو منزلہ پر تھا۔ مکان گر گیا۔ اور کئی ہزار کا زیور و نقدی و سامان دب گیا۔ لوگ کسی طرح جو تھے دن اور ین پہنچ گئے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم کے صاحبزادے محمد اسماعیل صاحب بھی مظفر پور میں تھے۔ وہ بھی محفوظ رہے۔ الغرض سوائے ایک احمدی کے بہار میں کوئی احمدی زلزلہ کے حادثہ میں فوت نہیں ہوا ؀

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مبلغ سلسلہ احمدیہ جنہیں صوبہ بہار کے احمدیوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے مرکز سے بھیجا گیا تھا۔ ۲۹ جنوری مونگھیر سے لکھتے ہیں

منذر خوابیں

بعض احمدی احباب کو اس زلزلہ سے پہلے منذر خوابیں آئیں مثلاً مکرمی حکیم خلیل احمد صاحب نے رمضان سے قبل خواب دیکھا کہ بہت بڑا زلزلہ آیا ہے۔ اور سخت بدحواسی پھیلی ہوئی ہے حضرت ام المومنین رض

ایک جگہ گٹھڑی پکار رہی ہیں۔ پھر آخری عشرہ رمضان میں خواب دیکھا۔ کہ گھوڑے اور بیل اور گدھے بے تحاشا بھاگ رہے ہیں۔ اور کچھ ایسی مصیبت ہے۔ کہ بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آخر دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ اور بڑی مشکل سے اس پر چڑھے اسی اثناء میں وہ اپنے بیٹے شکیل کو بچانا چاہتے ہیں۔ اور اس میں کامیاب ہو گئے ؛

جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب کو خواب میں کہا گیا۔ کہ اپنی بیٹی زبیدہ اہلیہ حکیم خلیل احمد صاحب سے کہو۔ کہ یہ دعا مانگو یاحی یاقیوم برحمتک استغیث یاارحم الراحمین خان صاحب کہنے والے سے پوچھتے ہیں۔ کون کہتا ہے۔ کہ یہ دعا کرو۔ تو آواز آتی ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ پھر وہ دعا کرتی ہیں

سید وزارت حسین صاحب زلزلہ آنے سے دو روز قبل رات کو اٹھ کر نماز تہجد پڑھتے ہیں۔ جس میں ان پر بہت رقت طاری ہوتی ہے۔ اور بے اختیار نہایت زاری سے وہ جماعت کے لئے دعا کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے راجہ صاحب کے لئے بھی۔ جن کے ہاں وہ مینیجر ہیں۔ دعا کرتے ہیں۔ مگر بظاہر وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ تحریک کیوں ہو رہی ہے ؛

بھائی منظور عالم صاحب جنہوں نے ۱۹۰۶ء میں بیعت کی تھی۔ وہ مونگھیر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر قصبہ سورج گڑھ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے دو اڑھائی ماہ قبل خواب دیکھا۔ کہ مونگھیر کی شمالی جانب اسٹیشن منگھیر پر برلب دریا چند توپیں اور مشین گنیں لگا دی گئی ہیں۔ جن کے موہنہ منگھیر شہر کی طرف ہیں۔ جو لوگ توپوں کے پاس کام کر رہے تھے۔ ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا منگھیر شہر تباہ کیا جائے گا۔ پھر یہ بھی دیکھا۔ کہ ریل کی لائن بھی بند ہے۔ اور لوگ اس لائن کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہیں۔ اسی خواب میں دوسرا نظارہ یہ دیکھا۔ کہ ان کے اپنے مکان پر دو شخص بندوق لئے کھڑے ہیں۔ انہوں نے گھبرا کر پوچھا۔ کہ کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس مکان کو بچانے کے لئے۔ پھر انہوں نے پوچھا ایسا واقعہ کسی اور جگہ بھی ہوا ہے۔ تو انہوں نے کہا دارجلنگ، ٹنگ پور، پورنیہ میں بھی ہوا ہے۔ اس خواب سے انہیں بہت گھبراہٹ ہوئی صبح کو انہوں نے یہ خواب اپنی بستی کے بعض غیر احمدیوں کو سنایا۔ زلزلہ کے بعد بعض احمدی افراد نے ان غیر احمدیوں سے جا کر جب تصدیق چاہی۔ کہ آپ کو یہ خواب سنایا گیا تھا۔ تو انہوں نے تصدیق کی ؛

دوسرا خواب انہی صاحب کا ہے۔ جو رمضان میں اس زلزلہ سے کچھ روز قبل دیکھا۔ کہ زلزلہ آیا ہے۔ اور ان کا پرانا مکان اوپر سے گر گیا ہے۔ جو حصہ ہوا۔ کہ دریا کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے گر کر بہہ گیا تھا۔ اور نچلی منزل میں ان کے بیوی بچے ہیں۔ ان کے متعلق ان کو بہت فکر ہوئی۔ وہ بھاگے ہوئے آئے۔ اور ان کو صحیح و سلامت پایا۔ اس خواب کا ان پر بہت اثر ہوا۔ تعبیر نامہ میں دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ عذاب شدید نازل ہو گا۔ اس وجہ سے وہ بہت گھبرا گئے۔ اور یہ خواب انہوں نے کسی کو نہ بتایا۔ صرف بیوی سے ذکر کیا ؛

تیسرا خواب بھی انہی صاحب کا ہے۔ جو اسی شب کو دیکھا جس کی صبح زلزلہ آیا۔ اس رات کو انہوں نے لیلۃ القدر سمجھ کر مع بیوی شب بیداری کی۔ اور قرآن کریم پڑھتے گذاری۔ آخری حصہ رات میں سو گئے۔ تو دونوں میاں بیوی نے خواب دیکھا۔ کہ انہوں نے دریا میں غسل کیا ہے۔ بیوی نے اپنے غسل کے متعلق دیکھا۔ اور میاں نے اپنا غسل کرنا دیکھا۔ البتہ بیوی نے یہ بھی دیکھا۔ کہ میں ساتھ ہی کلمہ طیبہ پڑھ رہی ہوں اسی وقت بیدار ہو گئیں۔ صبح تعبیر نامہ میں دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کسی مصیبت یا رنج و فکر سے رہائی ہو گی۔ اور رزق حلال ملے گا۔ یہ خواب دونوں نے ایک دوسرے کو صبح بتایا۔

ایک اور بھائی شمس الہدیٰ صاحب نے رمضان میں خواب دیکھا۔ کہ زلزلہ آیا ہے۔ جس سے منگھیر پر سخت تباہی آئی ہے۔ اس خواب کا ان پر اس قدر اثر تھا۔ کہ انہوں نے عید کے لئے کوئی تیاری نہ کی۔ زلزلہ سے ایک آدھ روز قبل ان کی بیوی نے کہا۔ کہ عید آگئی ہے۔ اور تم نے ہمیں کچھ کپڑے وغیرہ بنا کر نہیں دیئے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس کی وجہ تمہیں کچھ دنوں بعد معلوم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایک دو روز بعد یا شائد دوسرے ہی دن زلزلہ آیا۔ ان کا مکان بالکل گر گیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جانیں بچا لیں۔

جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی اہلیہ کو دو اڑھائی ماہ قبل خواب آیا۔ جو انہوں نے حکیم صاحب کو اور اپنے والد ماجد خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب کو بتا دیا تھا۔ آج خانصاحب نے مونگھیر پہنچ کر بتایا۔ کہ ایسا خواب میری لڑکی کو دو اڑھائی ماہ قبل آیا تھا۔ تو حکیم صاحب نے تصدیق کی۔ وہ خواب یہ تھا۔ کہ منگھیر میں سخت لڑائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے کثرت سے لوگ مرے ہیں۔ اور باہر کو بھاگ رہے ہیں

حکیم خلیل احمد صاحب نے اپنا ایک خواب بتایا۔ کہ زلزلہ سے کچھ روز قبل مجھے خواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھایا گیا

زلزلہ کس طرح آیا

پیر کے دن سوا دو بجے زلزلہ آیا۔ پہلے آہستہ آہستہ جھٹکا محسوس ہوا۔ پھر بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ دوسرے منٹ میں ایسا محسوس ہوا۔ کہ جھٹکا ایک طرف سے دوسری طرف جانے والی رو کی طرح نہیں۔ بلکہ بالکل دورانی کیفیت کا ہے۔ یعنے زمین چکر کھا رہی ہے۔ اور یہ اثر قریباً چار منٹ رہا۔ جس میں تمام شہر خاویۃ علیٰ عروشہا ہو گیا۔ پھر دو منٹ تک جھٹکے ہلکے ہلکے محسوس ہوتے رہے۔ جو لوگ جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ جس طرح طوفان میں جہاز کی ایک حرکت آگے پیچھے کی ہوتی ہے۔ وہ پہلی کیفیت تھی۔ مگر بعد کی کیفیت تو یہ تھی۔ جیسے جہاز دائیں بائیں لوٹتا ہے۔ یا بھنور میں چکر کھاتا ہے ؛

زلزلہ کا نتیجہ

زلزلہ کے زوردار جھٹکے سے مکان یکدم گرنے لگے۔ اور خاک اڑنے لگی۔ جو جہاں تھا۔ اگر گرتے پڑتے چوٹیں کھاتے بھاگ کر بچ سکا۔ تو بچا۔ ورنہ کوئی سارا دب گیا۔ کوئی آدھا۔ سینکڑوں ہزاروں جو تنگ گلیوں میں تھے۔ یا تجارتی تنگ بازاروں میں تھے۔ یا دو منزلہ سہ منزلہ میں تھے۔ یا اندر دور کے کمروں میں تھے۔ موت کا شکار ہو گئے کسی گھر سے دو کسی سے چار کسی سے آٹھ اور کسی سے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ لاشیں نکلیں۔ زیادہ تر اموات سڑکوں اور گلیوں کے اندر ہوئیں کہ گھروں یا دوکانوں سے نکلے۔ مگر سڑک پر یا گلی میں آتے ہی دائیں یا بائیں سے دیوار گری۔ اور دب گئے ؛

لوٹ گھسوٹ

مولوی محمد ظریف صاحب وکیل زلزلہ کے بعد جب کچہری سے فوراً لوٹے، تو شہر کا تمام اندرونی حصہ بالکل پراگندہ اینٹوں کے بھٹے کی طرح پایا۔ اینٹ سے اینٹ جدا تھی۔ دیواروں کے نیچے مکمل یا آدھے دبے ہوئے لوگوں کی چیخ و پکار اور گرد و غبار میں سے گذرتے ہوئے اپنے مکان پر پہنچے۔ اور پھر احمدیوں کا پتہ لگایا۔ کہ کون کہاں ہے، اور کس حالت میں ہے۔ عین اس وقت جبکہ نہایت ہی بھیانک نظارہ رونما تھا۔ اور آہ و زاری سے کہرام مچا ہوا تھا۔ انہوں نے اور مولوی محمد سمیع صاحب وکیل اور دیگر لوگوں نے دیکھا۔ کہ چوروں اچکوں اور اٹھائی گیروں نے ہاتھ رنگنے شروع کر دیئے۔ اور آناً فاناً جو کسی کے ہاتھ آیا لے بھاگا۔ انہوں نے دیکھا۔ کوئی بوٹوں کی گٹھڑی اٹھائے لے جا رہا ہے۔ کوئی کپڑوں کے تھان کوئی اور چیزیں لے کر بھاگا جا رہا ہے۔ غرضیکہ زلزلہ کے بعد سے اگلی صبح کے ۹-۱۰ بجے تک خوب چوری اور لوٹ گھسوٹ ہوئی۔ پولیس اتنی تھی نہیں۔ کہ ہر جگہ مقرر کی جا سکتی۔ اور جو تھی وہ کلکٹر کے حکم سے مردوں یا دبے ہوؤں کو نکالنے میں مدد کر رہی تھی

افراتفری کا عالم

مولوی محمد سمیع صاحب وکیل بیان کرتے ہیں۔ کہ جب کچہری سے واپسی پر میں اپنے مکان پر پہنچا۔ اور ایک دو اور احمدی بھائیوں سے ملاقات ہو گئی۔ تو پھر باقی احمدیوں کا پتہ لگانے کے لئے ہم نکلے۔ مولوی ظریف صاحب اور سید وزارت حسین صاحب ایک راستے سے عبدالغفار صاحب کی دوکان کی طرف اور میں مع شمس الہدیٰ صاحب احمدی محمد حنیف صاحب مرحوم کی دوکان کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر سب مکانوں کے گر جانے اور راستہ کے گم ہو جانے کی وجہ سے جب ہم ڈھیروں ڈھیر اینٹوں پر سے کودتے پھاندتے بازار میں پہنچے۔ تو اضطراب اور لوگوں کی چیخ و پکار کا یہ عالم تھا۔ کہ ہمیں دوکان کا پتہ بھی نہ چلا۔ کہ کہاں ہے آخر اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ کہ ایک ایسے آدمی نے جو جانتا تھا۔ کہ ان کا ہم سے تعلق ہے۔ کہا کیا آپ حنیف کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ تو وہاں پڑا ہے۔ جب ہم وہاں گئے۔ تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے ؛

گوشوارہ کارگزاری جماعت ہائے انصار اللہ

بابت ماہ دسمبر ۳۳ء

مجھے یہ بات معلوم کرکے بہت افسوس ہوا۔ کہ سوائے معدودے چند جماعتوں کے باقی سب جماعتیں ماہواری نقشہ تبلیغ بھیجنے میں تساہل سے کام لیتی ہیں۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے تو مدت ہوئی کبھی ایک آدھ نقشہ بھی موصول نہیں ہوا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی احمدی جماعت تبلیغ سے غافل ہو۔ کیونکہ ہم احمدیوں کے لئے تبلیغ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ مچھلی کے لئے پانی۔ لیکن جب تک دفتر میں کسی جماعت کے تبلیغی کارنامے نہ پہنچائے جائیں۔ کسی کو ان سے کیا اطلاع ہو سکتی ہے۔ پھر یہ نقشہ ماہوار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پہنچایا جاتا ہے۔ نیز الفضل میں اس کی اشاعت کرائی جاتی ہے۔ جن جماعتوں کا نقشہ نہیں آتا۔ ان کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں نظارت کو لکھنا پڑتا ہے۔ اس غفلت کے جوابدہ صرف سکرٹریان تبلیغ ہی نہیں۔ بلکہ نائب مہتممان تبلیغ بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔ امید ہے کہ آئندہ نقشہ ماہوار اگلے مہینہ کا ایک ہفتہ گذرنے تک ضرور دفتر میں پہنچا دیا جائے گا۔ ورنہ نہ بھیجنے والوں کی رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں کرنی پڑے گی۔ امید ہے کہ احباب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے آئندہ شکایت کا موقعہ نہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمات دین کی توفیق بخشے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد انصار اللہ	تعداد تعلیمی اجتماع	تعداد افراد زیر تبلیغ	پبلک جلسے یا مناظرے	تعداد وفود	تعداد دیہات زیر تبلیغ	تعداد نومبائعین
۱	انبالہ شہر	۱۳	۱	×	۲	×	×	×
۲	جہلم شہر	۱۰	۲	متعدد	×	یک	×	یک
۳	دہلی	۱۶	۱	۹۴	۳	یک	۶	×
۴	ادرحمہ	۹	۱	۸	×	یک	۳	×
۵	چک ۹۹ شمالی	۶	×	۶۶	×	یک	۶	×
۶	ڈسکہ	۱۰	۱	۱۱۵	۱	یک	۲	×
۷	میانی افغاناں	۱	×	۱۰	×	یک	۵	×
۸	ضلع لائل پور چک ۵۵۹ احمد آباد	۱۸	۲	۶۶	×	یک	۳	×
۹	صالح نگر	۱۰	×	۸۵	×	یک	۶	۱
۱۰	ضلع ہوشیارپور سٹروعہ	۲۰	۳	۵۰	۲	یک	۶	×
۱۱	سامانہ ریاست پٹیالہ	۱۹	۳	۳۲۸	×	یک	۷	×
۱۲	کوٹلی ریاست جموں	-	۱	-	×	×	۲	×
۱۳	سنور پٹیالہ	۱۰	×	۱۰	×	×	۳	×

احمدیوں کا خارق عادت طور پر محفوظ رہنا

سید وزارت حسین صاحب اپنے راجہ صاحب کے مکان پر ان کے پاس بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔ جب دوسرا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور مکان ہلنے لگا۔ تو راجہ صاحب اور سید صاحب باہر نکلے۔ اور سڑک پر آئے ہی تھے۔ کہ راجہ صاحب کے بیش قیمت اور نہایت مضبوط مکان کا ایک حصہ گرا۔ پھر سامنے کا مکان شق ہو کر رہ گیا۔ اس تنگ سڑک کے اردگرد مکانات کے گرنے سے اس قدر گرد و غبار ہو گیا کہ سید صاحب کے لئے قدم اٹھانا مشکل ہو گیا۔ اور وہ وہیں سڑک پر کھڑے رہے۔ پندرہ بیس آدمی اور ان کے پاس جمع ہو گئے۔ باوجودیکہ گردوپیش کے تمام مکانات گر کر ڈھیر ہو گئے۔ مگر جہاں سید صاحب کھڑے تھے۔ وہاں کی دونوں دیواریں آمنے سامنے کی نہ گریں۔ اور ساری سڑک میں سے صرف وہی جگہ محفوظ رہی۔ پھر ان کے دیکھتے دیکھتے ان کے سامنے والی ایک دیوار گری۔ مگر دوسری سمت والی دیوار ٹیڑھی ہو کر رہ گئی۔ اور آج تک اسی طرح جھکی کھڑی ہے۔ جب ذرا کچھ دکھائی دینے لگا۔ تو سید صاحب نے دیکھا۔ کہ ان سے دس قدم کے فاصلہ پر لاشیں پڑی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔

سید عبدالغفار صاحب کتب فروش اپنی دوکان میں زلزلہ کا جھٹکا محسوس کرکے باہر نکلے ان کا نوکر جو نوجوان تھا جلدی بھاگ کر کھلے رستہ میں آگیا یہ بھی اس کے پیچھے آئے۔ اور دو ہی دوکانیں گذرے تھے۔ کہ دائیں طرف کا ایک دو منزلہ ان پر گرا۔ مگر ساتھ ہی بائیں کا مکان بھی گرا۔ اس کے گرتے ہی سوت کی ایک بڑی گانٹھ ان کے پاس آگئی۔ یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا۔ یوں تو ان کو چوٹ آئی۔ کمر میں ہاتھ پر پاؤں پر مگر ساتھ ہی سانس لینے اور بیٹھ جانے کا موقع مل گیا۔ اور سوت کے گٹھے کی وجہ سے ان پر گارڈر تو نہ گرا۔ لیکن وہ اس طرح دب گئے۔ کہ ان کے لڑکے بھتیجے اور دوسرے احمدی ان کو تلاش کرتے کرتے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ جہاں سے وہ بعد میں نکلے وہاں پر بھی جا کر بہت آوازیں دیں۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کا اپنا بیان یہ ہے کہ میرے ہوش و حواس بجا تھے البتہ چوٹ کی وجہ سے تکلیف تھی۔ اور دب جانے کی وجہ سے گھبراہٹ۔ مگر توجہ دعا کی طرف تھی۔ اور رب کل شیء خادمک پڑھتا جا رہا تھا۔ اس زاری اور عاجزی میں القا ہوا۔ کہ تم بچائے جاؤ گے۔ چنانچہ چار پانچ گھنٹوں کے بعد دو بنگالی اپنے کسی رشتہ دار کی تلاش میں وہاں آ نکلے۔ اور کھودنا شروع کیا۔ اس طرح ان پر سے کسی قدر مٹی دور کی۔ لیکن ساری مٹی ہٹا کر ان کو نکال نہ سکے۔ پھر احمدیوں تک خبر پہنچی۔ تو انہوں نے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔ مگر وہاں مرہم پٹی کا سامان نہ پا کر اپنے گھر آ گئے۔ اور اب وہ صاحب فراش ہیں۔

مولوی عبدالباقی صاحب جو مولوی علی احمد صاحب کے بھتیجے ہیں۔ وہ ایک دو منزلہ مکان میں رہتے تھے۔ زلزلہ آنے کے وقت بازار جانے کو تھے۔ مگر تلاوت قرآن کریم کرنے لگ گئے۔ ارادہ کیا۔ کہ نماز پڑھ کر جائیں گے تلاوت کر ہی رہے تھے۔ کہ زلزلہ آیا۔ کمرے سے نکل کر سیڑھی پر آئے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سیڑھی سخت متحرک ہے۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے اتر کر صحن تک کے باہر آئے ہی تھے۔ کہ سارا مکان گر گیا۔ اور بجز قرآن شریف کے کچھ نہ بچا سکے۔

عبداللہ و عبدالرزاق صاحبان جو سید عبدالغفار صاحب کے بیٹے ہیں۔ بازار سے گھر کو آ رہے تھے کہ زلزلہ آیا۔ ایک مکان گرا جس کی دیوار کے سامنے تار کا کھمبا تھا۔ وہ کھمبا جھک گیا۔ مگر زمین سے نہ اکھڑا۔ دیوار کے کھمبہ پر گرنے کی وجہ سے نیچے کچھ خلا پیدا ہو گیا۔ جہاں وہ دونوں بیٹھ گئے اور زلزلہ ختم ہونے پر گھر پہنچے۔

احمدیوں کی امداد

بھاگلپور کے احمدیوں نے فوری طور پر اپنے مونگھیر کے احمدی بھائیوں کی امداد کی۔ ۵ من تیل۔ چاول۔ آٹا۔ دال اور کھانا پکا ہوا لے کر پہنچ گئے۔ اور سب میں تقسیم کیا گیا۔ بسکٹ۔ چینی۔ موم بتی۔ چائے دیا سلائی وغیرہ اشیا بھی مہیا کی گئیں۔

کتاب البشریٰ کے متعلق

بابو منظور الٰہی صاحب کے ضروری اعلان کا جواب

بابو منظور الٰہی صاحب کا اعلان مجھے ۱۳ فروری ۱۹۳۴ء کو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس اعلان میں بابو صاحب نے اس بارے میں اپنی بریت کی کوشش کی ہے۔ کہ کتاب البشریٰ کے اغلاط ان کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ علمار قادیان کی وجہ سے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

"میاں محمود احمد صاحب کا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر البشریٰ کی غلطیوں کو میری طرف منسوب کرنا کہاں تک بجا تھا۔ خود میاں صاحب کو بخوبی علم تھا۔ کہ یہ کتاب علمار قادیان کی زیر نگرانی لکھی گئی۔ وہیں اس کی تصحیح ہوئی۔ وہیں اعراب لگائے گئے۔ اور وہیں ترجمہ کیا گیا۔ میں عاجز تو سب اخراجات برداشت کرنے والا یا الہامات کو مختلف جگہ سے لیکر اکٹھا کرنے والا تھا۔ اس لئے اس کتاب کی اغلاط کی ذمہ واری زیادہ تر علمار قادیان کے سر پر ہے جنہوں نے باوجود اجرت لینے کے کام کو دیانتداری سے نہ کیا"۔

بابو صاحب جنہوں نے اپنے آخری فقرات میں اپنے تئیں عاجز قرار دے کر گربہ مسکین کی طرح اپنی بے گناہی اور پاک دامنی کا اظہار فرمایا ہے۔ چونکہ انہوں نے جن علمار کی دیانت پر الزام لگایا ہے۔ ان میں میرا نام بھی لکھ دیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ میں ان کے اعلان کے جواب کے متعلق اپنی ایمانداری اور دیانت داری سے کچھ عرض کر دوں۔ تا اگر انہوں نے غلط فہمی یا غلطی خوردہ ہونے کی حیثیت سے میرا نام لکھا ہے۔ تو ان کو علم ہو جائے۔ اور وہ آئندہ ایسی جرأت سے جو خود ان کی دیانت و امانت کے خلاف ہے باز رہیں۔ جہاں انہوں نے میرا نام معہ دیگر علماء کے لکھا ہے۔ وہاں ان کے یہ فقرات ہیں۔

"میں نے ۱۹۱۳ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا مجموعہ شائع کیا تھا۔ میں خود لاہور میں رہتا تھا۔ مسودات قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی معرفت قادیان کے کاتب سید فیروز شاہ صاحب سے لکھوائے جاتے تھے۔ وہیں مسودات کے ساتھ تصحیح ہوتی۔ اور اعراب لگائے جاتے تھے۔ جن علمار قادیان نے یہ مسودات دیکھے اور تصحیح کی۔ یعنے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرسہ احمدیہ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی احمد اللہ صاحب مہاجر ان کا میں نے اندرونی ٹائٹیل پیج کے صفحہ پر شکریہ ادا کر دیا تھا۔ ان میں بعض کو اعرابوں ترجمہ اور تصحیح کی اجرت بھی دی۔ جس کا ذکر میں نے ٹائیٹل صفحہ ۲ پر ان الفاظ میں کیا ہے۔ "اعراب لگانے میں افسوس ہے۔ کہ باوجود اجرت ادا کئے جانے کے بھی صحت نہ ہو سکی۔ اور نہ ہی کسی عالم سے کما حقہٗ مدد مل سکی"۔

بابو صاحب نے علمار قادیان پر بددیانتی کا جو الزام لگایا ہے وہ بہتان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ میں اس کی تردید ان کے اپنے الفاظ سے اور ان کی اپنی قسم موکد بعذاب سے پیش کرنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ یہ صورت کافی ہو گی۔

بابو صاحب کی دیانت کا پہلا نمونہ

بابو صاحب کی پہلی تحریر جو میں نے نمبر دے کر نقل کی ہے۔ اس میں سے فقرہ نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ میں لکھا ہے۔ "یہ کتاب علمار قادیان کی زیر نگرانی لکھی گئی"۔ "وہیں اس کی تصحیح ہوئی" "وہیں اعراب لگائے گئے"۔ "اور وہیں ترجمہ کیا گیا"۔ ان فقرات سے ظاہر ہے۔ کہ بابو صاحب کتاب البشریٰ کے متعلق وہیں وہیں کا لفظ لکھ کر بتا رہے ہیں۔ کہ علمار قادیان کی زیر نگرانی اس کی تصحیح اس کے اعراب لگانے اور اس کے ترجمہ کرنے کا کام قادیان میں ہوا۔ لیکن میں تو ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۳ء تک جو حضرت خلیفۃ اولؓ کا دور خلافت تھا۔ آپ کے حکم کے ماتحت معہ اہل و عیال مستقل طور پر سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے لاہور میں رہا کرتا تھا۔ اور بابو صاحب لکھتے ہیں۔ یہ سب کام قادیان میں ہوا۔ میں اگرچہ قادیان میں بھی جاتا۔ لیکن سالانہ جلسہ پر یا حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے کسی خاص تحریک پر۔ یا ویسے ہی اپنی حسن ارادت کے طور پر۔ نہ یہ کہ میں لاہور سے البشریٰ کی تصحیح اور ترجمہ اور اعراب لگانے کے لئے جاتا۔ پس یہ بابو صاحب کی پہلی بددیانتی ہے۔ جو ان کے اپنے ہی الفاظ کے رو سے ثابت ہے۔ اگر قادیان کے علمار کے متعلق وہ جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیں۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ کیونکہ یہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کی کتابت کا اہتمام کرنے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاتب وحی کی طرح اتمام حجت کے پیچھے ملزم ہو کر بعد میں آپ کی نبوت اور آپ کی خلافت کے منکر ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات کے ٹائیٹل کے صفحہ پر بابو صاحب نے "پاک نبی کی پاک باتیں" کا فقرہ لکھا۔ اور کتاب البشریٰ جلد اول و جلد دوم و مکاشفات کے ٹائیٹل پیج پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی نسبت لکھا۔ "بعہد خلیفۃ المومنین صدیق ثانی" اب صدیق کی خلافت کے بعد عمر فاروق کی خلافت کہاں اور کدھر گئی۔ ہاں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بارگاہ سے بوجہ اپنی کرتوتوں کے انعام اور خاص خطاب ان کو ملا۔ اسے بھی وہ جانتے ہیں۔ اب روافض اور خوارج کی فطرت کے انسانوں سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء نہ بچ سکے۔ وہاں علمار قادیان کیونکر بچ سکیں۔

بابو صاحب کی دیانت کا دوسرا نمونہ

بابو صاحب نے جن علمار پر بددیانتی کا الزام لگایا ہے۔ گو وہ محض بہتان اور کذب بیانی ہے۔ لیکن بابو صاحب کی اپنی اعلےٰ دیانت کا نمونہ دیکھئے۔ کہ مکرم و محترم جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور حضرت حاجی الحرمین حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہٗ اور خاکسار کا نام تو لکھا۔ لیکن بعض کا نام نہ لکھا۔ ہماری نسبت تو صرف جلد اول میں ہی لکھا۔ لیکن جن بعض بزرگوں کا نام اپنے اعلان میں الزام کے لحاظ سے ظاہر نہیں کیا۔ وہ چونکہ ہمارے بھی مکرم ہیں۔ اس لئے بوجہ الزام ہم بھی ان کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ ہاں جنہوں نے دیکھنا ہو۔ ان کا نام البشریٰ جلد اول و جلد دوم کے صفحہ ٹائیٹل پیج کے اندرونی صفحہ پر دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں ان کی مہربانیوں اور امدادوں کے شکریہ میں بابو صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"مندرجہ ذیل احباب کا جنہوں نے مجھے جلد اول کی تیاری میں کسی نہ کسی صورت سے امداد دی ہے۔ میں بہت بہت مشکور ہوں۔ حضرت قاضی ...... جناب منشی ...... جناب سید صاحب ...... جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ جناب مولوی احمد اللہ صاحب مہاجر۔ جناب ماسٹر ...... جناب شیخ .... جناب قاضی صاحب نے تو اس بارہ میں اس خصوصیت سے مہربانی فرمائی ہے۔ اور اپنے قیمتی مشوروں سے امداد دی ہے۔ کہ اگر ان کا خصوصیت سے شکریہ ادا نہ کروں۔ تو یہ احسان فراموشی میں داخل ہو گا"۔

جلد دوم کے ٹائیٹل پیج کے اندرونی صفحہ پر یوں رقمطراز ہیں:

"یہ مجموعہ اتنی جلدی اور موجودہ صورت میں کبھی تیار نہ ہو سکتا اگر مجھے میرا اکرم بھائی قاضی ...... اور آپ کے والد بزرگوار جناب مولوی صاحب .... خاص طور پر مدد نہ دیتے۔ قاضی صاحب .... نے ہر مایوسی کے وقت ڈھارس دی۔ اور میری ہمت بندھائی۔ اور سب سے بڑھ کر اپنے قیمتی مشوروں سے مجھے مدد دی۔ اللہ تعالےٰ ان کو بہت بہت جزائے خیر دے"۔

ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جن بزرگوں کے نام انہوں نے لکھے میں نے بوجہ الزام ان کا نام نہیں لکھا۔ مگر بابو صاحب کا ان میں سے

صرف تین کا نام لکھنا۔ اور دوسروں کے نام جن میں سے بعض ایڈیٹر اور اخبار کا عالمانہ شان کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ نام نہ لکھنا کیا یہ ان کی دوسری بددیانتی نہیں۔ حالانکہ بعد کے فقرات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ جس بات کی وجہ سے انہوں نے ہمیں الزام دیا۔ بابو صاحب کی توجیہ کی رو سے وہ ہم سے بھی بڑھ کر الزام کے نیچے آ سکتے تھے لیکن اتنے ناموں میں سے بابو صاحب کا صرف تین نام منتخب کرنا یقیناً کوئی خاص وجہ رکھتا ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ حافظ احمد اللہ صاحب تو فوت ہو گئے ہیں۔ وہ بابو صاحب کی غلط بیانی کی تردید نہیں کر سکیں گے۔ اور باقی دو نام ایسے ہیں۔ جو غیر مبایعین اور ان کے حضرت امیر کے خاص طور پر پول کھولنے کی وجہ سے انہیں خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔

بابو صاحب کی دیانت کا تیسرا نمونہ

پھر بابو صاحب نے یہ نہیں لکھا۔ کہ جو اجرت دی گئی۔ وہ کیا تھی۔ اور کس کس کو دی۔ اور کیا نفس کی بددیانتی سے کہیں اس اجرت کو جو کاتب کو کتابت کی۔ اور صاحب مطبع کو طباعت کی دی۔ ہمارے نام کی طرف تو منسوب نہیں کر دیا۔ مثلاً میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ ان دنوں جبکہ البشریٰ کی کتابت اس کی تصحیح اس کا ترجمہ اس کے اعراب وہیں وہیں کے اشارہ کے نیچے قادیان میں ہی اہتمام پذیر ہو رہے تھے۔ اس موقعہ پر مجھے کیا اجرت دی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو کیا دی۔ حضرت حافظ صاحب تو خدا کے پاس جا چکے ہیں۔ ان کے متعلق اجرت دینے کی صداقت ہماری اجرت کی تصدیق سے ہی ہو جائے گی۔ آپ قسم مؤکد بعذاب الٰہی لکھ کر شائع کریں۔ کہ میں نے تصحیح یا اعراب یا ترجمہ یا ان تینوں ہی کی اجرت اتنی اور اس قدر ان تینوں کو جن کے نام لئے گئے دی تھی۔ اور اگر قسم نہ کھائیں۔ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کے سوا آپ کے سامنے الٰہی تنبیہات میں سے ہم اور کیا پیش کر سکتے ہیں ؏

دراصل اجرت کے متعلق سوال اس لئے اٹھایا گیا ہے۔ کہ دوسری جگہ اپنے اخراجات کا رونا رویا ہے۔ لیکن ہم سب کی بریت خدا کے فضل سے ان کے اپنے ہی الفاظ سے ثابت ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی تحریر میں دو قسم کے اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "اعراب لگانے میں افسوس ہے۔ کہ باوجود اجرت ادا کئے جانے کے بھی صحت نہیں ہو سکی۔ اور (۲) نہ ہی کسی عالم سے کماحقہ مدد مل سکی" اس عبارت میں ایک تو وہ اشخاص ہیں۔ جو پہلے فقرہ کے نیچے اجرت لینے والے قرار دیئے گئے۔ دوسرے وہ جو فقرہ نمبر ۲ کے ان الفاظ کے مصداق قرار دیئے گئے ہیں۔ کہ "نہ ہی کسی عالم سے کماحقہ مدد مل سکی"۔ ان دونوں فقروں سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ آپ کو البشریٰ خصوصاً جلد اول میں جس کے متعلق ہمیں ملزم قرار دیا ہے۔ کسی عالم سے کماحقہ مدد نہیں مل سکی۔ مدد اور کماحقہ مدد کا کسی عالم سے نہ ملنا اس بات کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ امداد کرنے والے تھے۔ نہ اجرت والے جیسا کہ آپ نے دوسری جگہ لکھا۔ کہ "مندرجہ ذیل احباب کا جنہوں نے مجھے جلد اول کی تیاری میں کسی نہ کسی صورت سے امداد دی ہے میں بہت مشکور ہوں"۔ اور جن کی امداد کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ان میں میرا اور جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب اور حضرت حافظ احمد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کا نام بھی لکھا ہے۔ اور ہم تینوں کے سوا اور احباب کے نام بھی لکھے ہیں۔ اب اجرت اور امداد میں بالصراحت فرق پایا جاتا ہے۔ اگر ہم نے بقول بابو صاحب اجرت لے کر کام کیا تھا۔ تو پھر امداد اور اس کا شکریہ کیسا۔ اور اگر امداد دینے کی وجہ سے ہم شکریہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ تو اجرت کے لفظ کا اس جگہ کیا موقعہ۔ اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ صحت اور اجرت کی صورت کئی طرح پر تعلق رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ کاتب نے اعراب صحیح لگنے پر بھی کتابت میں صحیح نہ لکھے ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم اور کتب حدیث میں بھی باوجود اہتمام کے کاتب غلط کتابت سے لفظ یا اعراب غلط طور پر لکھ دیتے ہیں۔ اور کاتب چونکہ کتابت کی اجرت لیتا ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ باوجود اجرت لینے کے صحت نہیں ہو سکی۔ اسی طرح بعض دفعہ پروف میں غلطی نکالی جاتی۔ اور پھر صحت کے لئے پتھر پر سنگ ساز کے ذریعہ الفاظ اور اعراب کی صحت کرائی جاتی ہے۔ چونکہ ایسے لوگ بھی صحت کی اجرت لیتے ہیں۔ اس لئے وہاں بھی صحیح اعراب کے رہ جانے اور نہ لگ سکنے سے شکایت کے طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ باوجود اجرت دینے کے صحت نہ ہو سکی۔ لیکن ایسی اجرت والوں کی نسبت امداد اور قابل شکریہ امداد کے الفاظ کا استعمال کیونکر مناسب ہو سکتا ہے پس اس صورت میں دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ بابو صاحب نے اپنی بددیانتی سے امداد دینے والے مستحق شکریہ محسنوں کو محسن کشی کے طریق پر جیسا کہ غیر مبایعین کا شیوہ ہے۔ بے وجہ ملزم قرار دے دیا ہے دوسرے یہ کہ بابو صاحب عام اردو عبارت لکھنے سے بھی اتنے معذور ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ الفاظ کو برمحل استعمال کرنے کے کیا طریق ہیں۔ یا پھر یہ کہ جب البشریٰ کو شائع کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ اس وقت تو ہمیں اپنے محسنوں اور امداد دینے والوں میں لکھ دیا۔ اب نبوت اور خلافت کے منکر اور دشمن بنکر نبوت اور خلافت کے ماننے والوں سے بوجہ خاص نفار رکھنے کے ہم کو کوسنا شروع کر دیا ؏

(خاکسار غلام رسول راجیکی)

احمدیت کے ذریعہ مغربی افریقہ کے حبشیوں کی اصلاح

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے حبشی نو مسلموں نے اپنی اصلاح کے لئے بعض قواعد مقرر کئے ہیں۔ جن کے ذریعہ بعض خلاف شرع یا تمدنی لحاظ سے نقصان رساں امور کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور ان امور کا ارتکاب کرنیوالوں کے لئے مختلف "ڈویژن" مقرر کئے گئے ہیں۔ جہاں پیش ہو کر انہیں جوابدہی کرنی پڑے گی۔ اور ڈویژن کی عائد کردہ سزا بھگتنی ہوگی۔ یہ قواعد تبلیغی سکرٹری جماعت احمدیہ لیگوس نائیجیریا نے ارسال کئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ کہ احباب اندازہ کر سکیں۔ احمدی مبلغین کے ذریعہ اسلام قبول کرنے والوں کے اندر کیسا انقلاب پیدا ہو رہا ہے امور ممنوعہ حسب ذیل ہیں :۔ (۱) ناچنا۔ گانا۔ بجانا (۲) کوئی نشہ آور چیز مثلاً بیر۔ جن۔ وسکی۔ وائن وغیرہ پینا پلانا (۳) کھانے پکانے کی غرض سے عورتوں کا کسی موقعہ پر اجتماع (۴) جانوروں کو ہلاک کرنا یا قرآن کریم کے لئے کھانے کی اشیاء تیار کرنا (۵) سوگ اور رنج کے موقعہ پر سیاہ لباس پہننا (۶) پبلک میں لڑکی یا لڑکیوں اور عورت یا عورتوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا (۷) بھیس بدلنے اور ایسے ہی دوسرے کھیل تماشوں میں شامل ہونا یا کسی موقعہ پر ایسی تقریب پیدا کرنا (۸) غیر احمدیوں کے جنازہ میں شامل ہونا (۹) تعظیم کے لئے کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنا گھٹنوں کے بل گرنا (۱۰) شادی سے قبل یا بعد مبارکباد دینے کی کسی ایسی مجلس میں شمولیت جس میں چھ سے زائد آدمی شامل ہوں۔ (۱۱) زائچہ بنانے والوں۔ نجومیوں رمل جاننے والوں اور تیروں کے ذریعہ پیشگوئی کرنے والوں سے کسی قسم کا مشورہ کرنا۔ (۱۲) کسی ایسے افسر سے گستاخی سے پیش آنا جو ڈسپلن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

لیگوس (نائیجیریا) میں یوم التبلیغ

تبلیغی سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ لیگوس نائیجیریا لکھتے ہیں۔ کہ گولڈ کوسٹ کے مشنری الحاج الیف۔ آر حکیم صاحب کی وساطت سے قادیان سے آمدہ ہدایات کے بموجب ۲۹ نومبر کو لیگوس ابیوٹے اور میٹا میں گھر بہ گھر جا کر تبلیغ احمدیت کرنے کے لئے پارٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے ان شہروں کے تمام کونوں میں پہنچ کر تبلیغ کی۔ ذمہ دار اصحاب کو ہدایت بھی کی گئی۔ کہ ۱۱ دسمبر تک اپنی کارگذاری کی رپورٹیں بھجوا دیں۔ مگر وہ کسی وجہ سے اس ہدایت پر عمل نہ کر سکے۔ تاہم جو رپورٹیں موصول ہوئیں۔ وہ مظہر ہیں۔ کہ حسب ذیل کام ہوا۔

ڈویژن	پارٹی لیڈر	کتنے گھروں میں گئے	کس قدر لوگوں سے گفتگو ہوئی
۱	وائی۔ اے حسین	۱۷	۹۹
۱	ایس۔ ایل۔ آکینی	۴۸	۳۹۰
۱	اے بی یکجانی	۱۵	۲۰۸
۱	ایم۔ ایل ڈودیمی	۱۷	۵۱
۱	بی۔ ایس فلاجن	۱۰	۶۹
۱	آئی۔ اے ڈیس	۳۰	۳۰۰
۱	وائی ایڈ جینیڈ	۲۱	۱۹۹
۱	ایس۔ او۔ بکر	۴۱	۱۹۴
۱	اے جی بھانی	۱۴	۹۰
۱	اے جی بھانی	۳۰	۱۰۰
II	۷ پارٹیاں تھیں مگر پارٹی لیڈروں کے نام نہیں دیئے گئے		۲۴۷۶
III	زیڈ۔ آر۔ اشوڈی	۳۴	۱۸۳
III	×	۳۸	۲۹۹
III	حمزہ لیوس	۳۱	۴۸۵
III	امام ایل۔ عادل	۴۷	۴۴۵
	کل تعداد جن تک پیغام حق پہنچایا گیا		۵۵۲۸

۴۴

اسماء سالکین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹ فروری کے خطبہ جمعہ میں جو ۱۵ فروری کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ ان اصحاب کے لئے ہدایات فرمائی ہیں۔ جنہوں نے حضور کی جلسہ سالانہ کی تحریک میں اپنے نام پیش کئے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض اصحاب کو معلوم نہ ہو۔ کہ ان کا نام سالکین کی فہرست میں درج ہوا ہے یا نہیں۔

اس لئے ان سب احباب کی فہرست شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ حضور کی ہدایات پر عمل کر سکیں۔ اس وقت تک اصحاب ذیل کے نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔

(۱) چوہدری ظفر اللہ خان صاحب لاہور
(۲) میر انعام اللہ صاحب
(۳) جناب اعجاز احمد صاحب سب جج
(۴) چوہدری بشیر احمد صاحب سب جج جگا دہری
(۵) میر افضل علی صاحب
(۶) فضل محمد صاحب سیکرٹری تبلیغ دہلی
(۷) حسن محمد صاحب متعلم جماعت دہم ہائی سکول لائل پور
(۸) غلام جیلانی خان صاحب پوسٹل کلرک بنگہ
(۹) امام دین صاحب جسوکے ضلع گجرات
(۱۰) فتح محمد صاحب مولوی فاضل جگنن ضلع لدھیانہ
(۱۱) غلام نبی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر تلہ گنگ اٹک
(۱۲) عباس علی شاہ صاحب نواب شاہ سندھ
(۱۳) عبد الحق شاہ صاحب محمود آباد فارم سندھ
(۱۴) سعد الدین صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مری
(۱۵) ڈاکٹر غلام احمد صاحب دار الرحمت
(۱۶) اعظم علی صاحب میڈیکل انچیسر
(۱۷) سید لال شاہ صاحب امیر جماعت آنبہ ضلع شیخو پورہ
(۱۸) میر ولی صاحب افغان نواں پنڈ - قادیان
(۱۹) ڈاکٹر محمد الدین صاحب سیالکوٹ
(۲۰) سید سردار شاہ صاحب گورنمنٹ ہائی سکول جہلم
(۲۱) مفتی گلزار محمد صاحب بٹالہ
(۲۲) عطاء اللہ خان صاحب میڈیکل سکول امرتسر
(۲۳) عبید اللہ صاحب کلرک دفتر پوسٹ ماسٹر لاہور
(۲۴) حاجی احمد خان صاحب ایاز کھاریاں
(۲۵) ماسٹر برکت علی صاحب لائق لدھیانہ
(۲۶) عبد المنان صاحب کوٹ آدو
(۲۷) عبد الکریم صاحب کراچی
(۲۸) حکیم احمد دین صاحب جسوکے گجرات
(۲۹) محمد اکبر خان صاحب منٹگمری
(۳۰) چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری
(۳۱) ماسٹر مسیح الدین صاحب پشاور
(۳۲) عبد القادر صاحب گوجرانوالہ
(۳۳) سید محمد شریف صاحب سیالکوٹ
(۳۴) مولوی سکندر علی صاحب بمبئی - قادیان
(۳۵) عبد الواحد صاحب پوسٹ ماسٹر ولٹوہا ضلع لاہور
(۳۶) صلاح الدین صاحب ابن پیر اکبر علی صاحب فیروز پور شہر
(۳۷) محمد اشرف صاحب موضع خود پور ضلع لاہور
(۳۸) حافظ عبد السلام صاحب امیر جماعت شملہ
(۳۹) خادم حسین صاحب نمبر ۱۸۰ ہنومان روڈ دہلی
(۴۰) خدا بخش صاحب موضع بھڈال ڈاک خانہ چنونوم ضلع سیالکوٹ
(۴۱) ملک خدا بخش صاحب مالک کلاتھ ہاؤس کشمیری بازار لاہور۔
(۴۲) ملک صلاح الدین صاحب محلہ دار الفضل قادیان
(۴۳) مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل تلونڈی جھنگلاں
(۴۴) سید محمد لطیف صاحب چراغ دین روڈ مزنگ لاہور
(۴۵) چوہدری فیض احمد صاحب کارکن بیت المال
(۴۶) محمد ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کاٹھ گڑھ ہوشیار پور
(۴۷) چوہدری مشتاق احمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور
(۴۸) احمد گل صاحب پشاور
(۴۹) محمد اللہ بخش صاحب ضیاء
(۵۰) حافظ بشیر احمد صاحب جالندھری جامعہ احمدیہ قادیان
(۵۱) ننھے خان صاحب ضلع انبالہ
(۵۲) قاضی عبد الرحمٰن صاحب دوالمیال ضلع جہلم
(۵۳) مولا داد خان صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس سارچور
(۵۴) عبد الاحد صاحب کیپورٹی پوسٹ کسمبہ ضلع بھڑوچ

(پرائیویٹ سیکرٹری)

مسلم ایوان تجارت بہار و اڑیسہ کی اپیل

مسلم ایوان تجارت بہار و اڑیسہ کی رائے ہے کہ زلزلہ سے جو تباہی باشندگان شمالی و جنوبی بہار و اڑیسہ پر خصوصیت کے ساتھ آئی ہے، اس کی امداد کے لئے حتی الامکان فرقہ وارانہ اصول پر کوئی کمیٹی قائم نہ کی جائے۔ بلکہ بغیر امتیاز مذہب اور قومیت انسانیت کی بناء پر خدمت کی جائے اور اس کے لئے ہر شخص ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائے۔ اور بنی نوع انسان کی ناگہانی مصیبت اور مشکلات کے دور کرنے میں حصہ لے۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم اور فوری توجہ کے لائق مسجدوں کی تباہی اور بربادی کا مسئلہ ہے، جو خالصتاً مسلمانوں کے کرنے کا ہے۔ اور انہیں پر بغیر کسی غیر مسلم امداد کے یہ اسلامی فرض عائد ہوتا ہے۔ زلزلہ کے باعث صوبہ کی بیشتر مسجدیں یا تو شہید ہو گئیں۔ یا ان کا کچھ حصہ برباد ہو کر نہایت مخدوش حالت میں ہے۔ صرف ایک شہر پٹنہ میں تقریباً ۱۵۰۰ مسجدیں تھیں۔ جن میں چودہ سو مسجدیں یا تو بالکل شہید ہو چکی ہیں، یا ان کا کچھ حصہ برباد ہوا ہے۔ اس سے آپ صوبہ کی بقیہ مسجدوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ انہیں شکستہ مساجد میں لوگ نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن یہ صورت حال کب تک رہے گی۔ برسات قریب ہے اور اس کے آنے سے پہلے ان مسجدوں کی تعمیر یا مرمت از بس ضروری ہے، ورنہ خوف ہے کہ جو صورت حال باقی ہے، وہ بھی نہیں رہے گی۔ اور اس وقت جتنے روپے کی ضرورت ہے کل اس سے دوچند اور سہ چند ضرورتوں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

تعمیر کی ضرورت تو بعد کی ہے۔ ابھی فی الفور اس کی اشد ترین ضرورت ہے کہ مسجدوں کا وہ حصہ جو نہایت مخدوش حالت میں ہے۔ گرا دیا جائے اور اس خطرناک حالت کو دور کر کے اس لائق بنا دیا جائے، کہ جن مسجدوں میں اس خدشہ کے باعث کچھ نمازی جانے سے مجبور ہیں بلا خوف و اندیشہ جائیں۔

اس لئے مسلم چیمبر آف کامرس کے اراکین تمام مسلمانوں سے پر زور درخواست کرتے ہیں، کہ وہ صورت حال پر غور فرمائیں۔ اور اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے اللہ کا گھر بنانے کو تیار ہو جائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا، جو ان حالات کو سن کر اطمینان کے ساتھ چین کی نیند سوئیگا۔ بلکہ ہر مسلمان اپنے مذہبی آثار کو باقی رکھنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور اس راہ میں ہر ممکن خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیگا۔ اسی سلسلہ میں ہماری درخواست تمام مسلم ریلیف کمیٹیوں سے بھی ہے کہ جو مسلم ریلیف کمیٹیاں بہار میں کام کر رہی ہیں۔ یا اس غرض کے لئے کسی شہر میں قائم کی گئی ہیں، وہ تعمیر مساجد کے لئے اپنی رقم میں سے دس فیصدی مساجد کی مرمت اور تعمیر کے لئے مخصوص کر دیں اور فی الفور یہ رقم ذیل کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

عام مسلمانوں سے گذارش ہے کہ جلد از جلد جو رقم انفراداً یا جماعت کے ساتھ ممکن ہو جمع کر کے روانہ فرمائیں، تاکہ یہ خالص اسلامی کام بغیر کسی تاخیر اور توقف کے فوراً شروع کر دیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری مصیبتیں لا متناہی ہیں۔ اور ہم اس وقت نہایت مجبور و لاچار ہیں، ضرورتیں وسیع ہیں۔ اور آمدنی کے ذرائع محدود ہیں مگر پھر بھی تمام ذاتی کام روز مرہ انجام ہی پاتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ کام بھی اگر توجہ کی جائے گی تو انجام پانا ناممکن نہیں۔ اس کار خیر میں عام مسلمانوں کی شرکت کے لئے ایک مخصوص دن بنام یوم مساجد کا عنقریب اعلان کیا جائیگا۔ جس دن تمام ہندوستان کے سارے مسلمانوں سے درخواست ہوگی، کہ وہ اس دن ہر مسلمان سے اس کار خیر میں شرکت کی درخواست کریں۔ اور اس طرح اس اسلامی فرض سے بھی سبکدوش ہوں اور عند اللہ مستحق اجر۔ اس پتہ پر رقم بھیجئے۔ عبد المجید بی اے (سیکرٹری) بہار و اڑیسہ مسلم ایوان تجارت بانکی پور (پٹنہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنڈت جواہر لال ۱۲ فروری ۲/۱ ۶ بجے شام زیر دفعہ ۱۲۴ الف (باغیانہ تقریر کرنے کے ماتحت کلکتہ سے جاری شدہ وارنٹ کی بناء پر الہ آباد میں گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری کے معاً بعد آپ کو کلکتہ لے جایا گیا۔ جہاں ۱۲ فروری آپ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کئے گئے۔ جس نے کہا کہ اگر آپ ضمانت پر رہا ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ راجہ رام موہن رائے کی برسی منانے کے لئے کلکتہ کی سٹوڈنٹس کمیٹی کے اہتمام میں منعقد شدہ جلسہ میں تقریر آپ کی گرفتاری کا موجب ہوئی ہے۔

پنجاب ہائیکورٹ کے آئندہ چیف جسٹس الہ آباد ہائیکورٹ کے جسٹس ینگ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور اس کے لئے سرکاری اعلان ہو گیا ہے۔

وائنا (آسٹریا) سے ۱۳ فروری کی خبر ہے۔ کہ سوشلسٹوں نے گورنمنٹ کے خلاف ہولناک بغاوت برپا کر دی ہے۔ بازاروں میں کھلم کھلا لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ مشین گنوں اور بموں کا آزادانہ استعمال ہو رہا ہے۔ باغیوں نے کئی پولیس سٹیشنوں پر قبضہ کر کے ارد گرد خندقیں کھود دی ہیں۔ سینکڑوں ہلاک اور ہزاروں مجروح ہو چکے ہیں۔ فوج نے سوشلسٹوں کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ حکومت نے سوشلسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔ مارشل اعلان نافذ کر دیا گیا ہے۔

پیرس سے ۱۳ فروری کی خبر ہے کہ مزدوروں کی عام ہڑتال کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں سخت فسادات ہوئے۔ تمام کاروبار حتی کہ ٹیلی گراف و پوسٹ آفس بھی بند رہے۔ شہر مارسیلز میں پولیس اور مظاہرین نے ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں۔ سل ہاؤس میں کمیونسٹوں کو رہا کرنے کے لئے جیل پر دو بار حملے کئے گئے۔ لیکن حکام نے خود بخود ہی انہیں رہا کر دیا۔ کئی مقامات پر سخت فساد ہوئے اور تمام ملک میں ہنگامہ بپا رہا۔

مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کو متحد کرنے کی جو کوششیں سر آغا خاں کی سرکردگی میں جاری تھیں۔ دہلی سے ۱۳ فروری کی اطلاع کے مطابق وہ ترک کر دی گئی ہیں۔ اور سر آغا خاں نے مسلمان رہنماؤں کو تلقین کی ہے۔ کہ دونوں ادارات علیحدہ علیحدہ مگر باہم تعاون کے ساتھ کام کرتے جائیں۔

سیتا مڑھی سے ۱۲ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ کل رات قریباً ساڑھے آٹھ بجے پھر زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ جس سے کئی مقامات پر زمین پھٹ گئی۔ قریباً سارے بہار میں یہ زلزلہ محسوس کیا گیا کئی عمارات گر گئیں۔ اور کئی لوگ ہلاک ہو گئے۔ جو عمارتیں شگاف ہو جانے کی وجہ سے خطرناک سمجھی جاتی ہیں۔ انہیں ڈائنامیٹ سے اڑایا جا رہا ہے۔

ٹوکیو سے ۱۲ فروری کی خبر ہے کہ جاپانی ولی عہد کی پیدائش کی خوشی میں آج عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ کل ۵۶ ہزار قیدیوں میں سے ۲۶ ہزار رہا کر دئے گئے۔ موت کی تمام سزائیں عمر قید میں تبدیل کر دی گئیں۔ ۲۵ ہزار لوگوں کو جو حقوق شہریت سے محروم تھے۔ یہ حقوق عطا کئے گئے۔ بحری و بری فوج کے جو سپاہی معطل تھے۔ وہ بحال کر دئے گئے۔

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے گول میز کانفرنس میں جو کام کیا ہے۔ ملاپ ۱۵ فروری کا بیان ہے۔ کہ ۱۲ فروری کو پنجاب کے مسلم لیڈروں کا جو وفد دہلی میں سر آغا خاں سے ملا۔ اس کے سامنے سر آغا خاں زیادہ عرصہ تک اسی کام کی تعریف کرتے رہے۔ آپ نے بتایا کہ پراونشل خود مختاری ۱۹۳۶ء تک نافذ ہو جائے گی۔

گاندھی جی کے متعلق الہ آباد سے ۱۲ فروری کی اطلاع ہے کہ پبلک کے اصرار پر آپ بہار جا رہے ہیں۔ تاکہ حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد مصیبت زدگان کی امداد کے لئے فنڈ فراہم کریں۔ مالویہ جی بھی اسی غرض سے بہار جا رہے ہیں۔ گاندھی جی نے ایک ماہ کے لئے اچھوت ادھار کا کام ملتوی کر دیا ہے۔

انگلستان کی کمیونسٹ پارٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ عنقریب ہی ہزار ہا بے کاروں اور مزدوروں کو ارد گرد کے علاقوں سے جمع کر کے مارچ میں لنڈن میں لے جائے گی۔ جہاں ایک زبردست مظاہرہ کیا جائے گا۔ ان لوگوں کا مطالبہ ہو گا کہ ہمیں کام دیا جائے۔ ہماری اجرتوں میں اضافہ کیا جائے۔ خطرہ ہے کہ ان کی آمد سے لنڈن کے بازاروں میں ہنگامے اور فسادات ہونگے۔

نئی دہلی سے ۱۲ فروری کی خبر ہے کہ سر آسبورن سمتھ گورنر امپیریل بنک ریزرو بنک کے پہلے گورنر مقرر ہوئے ہیں۔ اس عہدہ کے لئے سر جارج شوسٹر کا نام بھی لیا جاتا تھا۔ لیکن برٹش گورنمنٹ نے فنانشل ماہرین کے مشورہ سے اسے رد کر دیا۔

قانون تحفظ والیان ریاست کے مسودہ پر غور کرنے کے لئے جو سلیکٹ کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس کے ممبروں نے دہلی سے ۱۳ فروری کی اطلاع کے مطابق رپورٹ پر دستخط کر کے اسے مکمل کر دیا ہے۔ پریس سے متعلقہ دفعہ کے بارہ میں ۵ ممبروں نے اختلافی نوٹ دئے ہیں۔

پنجاب کونسل سے خان بہادر شیخ دین محمد کے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے خالی شدہ نشست کے لئے جو انتخاب ہوا۔ اس کے لئے مولوی مظہر علی صاحب اظہر۔ شیخ عطا محمد صاحب گوجرانوالہ اور ملک برکت علی لاہور امیدوار تھے۔ ان میں سے اظہر صاحب کامیاب ہو گئے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب کے ووٹ مولوی مظہر علی صاحب سے صرف ۷۰ اکم رہے۔ اور ملک صاحب کو بہت کم ووٹ ملے۔

گاندھی جی کی امریکن چیلی نیلا ناگنی (کریم گک) ۱۲ فروری کو کلکتہ سے نیویارک روانہ ہو گئی۔ اس نے ایک پریس رپوٹر سے کہا۔ کہ اگرچہ گاندھی جی نے میرے متعلق نہایت مکروہ اور ناقابل برداشت ذاتی حملے کئے ہیں۔ مگر مجھے ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔

پٹنہ سے ۱۲ فروری کی خبر ہے۔ کہ حکومت بہار کے ہوم ممبر ہوائی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ کہ اس کے الٹ جانے سے سخت زخمی ہو گئے اور اب دربھنگہ میں زیر علاج ہیں۔

سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ والئے یمن میں جو جھگڑا پیدا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب احسن طور پر طے ہو گیا ہے سرحدوں کی تعیین ہو گئی ہے۔ اور بیس سال کے لئے عہد نامہ مؤدت پر دستخط کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

انگورہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ماہ مارچ میں ہِز رضا شاہ پہلوی شاہ ایران سرکاری طور پر انگورہ آ رہے ہیں۔ جہاں ان کے شایان شان ان کا استقبال ہو گا۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۲ فروری کو تحریک کی گئی۔ کہ مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے۔ بلاسود یا نہایت کم شرح سود پر قرض کا بندوبست کیا جائے۔ سر جارج شوسٹر نے بیان کیا۔ کہ اس معاملہ میں حکومت بہار سے مشورہ کیا جا رہا ہے۔ اور حکومت جو طرز عمل اختیار کرے گی وہ ایوان کے نزدیک قابل قبول ہے۔

چیف کمشنر ریلویز نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کے سکرٹری کو اختیار دیا ہے۔ کہ وہ جن مسلمہ امدادی انجمنوں کو سرٹیفکیٹ عطا کرینگے اور وہ سرٹیفکیٹ پیش کرنے والوں کی طرف سے مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے جو مال بھیجا جائے گا۔ اس کے ریلوے کرایہ میں نصف رعایت دی جائے گی

گاندھی جی کے متعلق ترچناپلی سے ۱۱ فروری کی خبر ہے کہ کل وہ یہاں آئے۔ تو سناتن دھرمیوں نے "گاندھی گو بیک" اور "تم نے مندروں اور ہندو دھرم کو ناپاک کر دیا ہے" کے نعرے لگائے۔ ہریجنوں نے بھی ایک جلوس نکالا۔ جس میں جداگانہ حقوق کا مطالبہ کیا"

انگلستان کے مشہور جنرل سر پرسی ریڈکلف جو سدرن کمانڈ کے کمانڈر انچیف تھے۔ ۱۲ فروری کو سالسبری میں شکار کھیل رہے تھے۔ کہ حرکت قلب بند ہو جانے سے یکایک انتقال کر گئے۔

سری نگر سے ۱۳ فروری کی خبر ہے کہ سری نگر سے مسلح پولیس بیج بہاڑہ بھیجی گئی ہے۔ اس وقت تک وہاں ۴۲ مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں

انگلستان کے اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ لارڈ ولنگڈن چار ماہ کی رخصت کے بعد دوبارہ ہندوستان نہیں آئیں گے۔ اور ان کی جگہ ایک مشہور لارڈ وائسرائے ہونگے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی